اعلیٰ حضرت مجدِدِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ
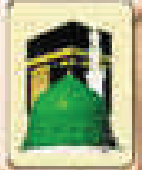
معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیِ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیّۃ

سِنِ طباعت: 12 جُمادَی الاُخریٰ 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)
E.mail:ilmia26@dawateislami.net
E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ٢٤ ص٣٧٩) **یعنی** اسباب ہی کی چھوڑ کر دنیا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

میں نے تجھے وہ طلاق دی جس میں کبھی رجعت (یعنی واپسی) نہیں۔'' پھر ساداتِ کرام کا افلاس (یعنی غربت) کیا تعجب کی بات ہے۔سید صاحب نے فرمایا: ''واللہ! میری **تسکین** ہوگئی۔'' وہ اب زندہ موجود ہیں اس روز سے **کبھی شاکی نہ ہوئے۔**

پریشانی دُور کرنے کا وظیفہ

مولوی عبدالرحمٰن صاحب بہاری جے پوری: حضور حاجی عبدالجبار صاحب کو اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے۔

ارشاد : لاحول شریف کی کثرت کریں یہ ۹۹ بلاؤں کو **دفع** (یعنی دُور) کرتی ہے۔اُن (بلاؤں) میں سب سے آسان تر پریشانی ہے اور ۶۰ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے روز پی لیا کریں۔

رِزْق میں بَرَکت کا وظیفہ

عرض : برکتِ رزق کی کوئی دُعا حضور ارشاد فرمائیں میں آجکل بہت پریشان ہوں۔

ارشاد : ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) **خدمتِ اقدس** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی۔فرمایا کیا وہ **تسبیح** تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے **روزی** دی جاتی ہے۔خلقِ دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہوکر،طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار کہا کر ''**سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه**'' (لسان المیزان،حرف العین، الحدیث ۵۱۰۰، ج۴،ص ۳۰۴)

اُن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ **خدمتِ اقدس** میں حاضر ہوکر عرض کی: ''حضور! دنیا میرے پاس اس **کثرت** سے آئی، میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں۔'' اس **تسبیح** کا آپ بھی **وِرْد** رکھیں، حتَّی الامکان طلوعِ صبحِ صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہوجائے تو اس میں شریک ہوکر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبلِ نماز بھی نہ ہوسکے تو خیر طلوعِ شمس سے پہلے۔

اھرامِ مصر[1] کس نے بنائے؟

مؤلف : مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا،اس پر فرمایا:

ارشاد : نوح علیہ السلام کی اُمت پر جس روز عذابِ طوفان نازل ہوا ہے،پہلی رجب تھی بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی

[1]: مصر کے مثلث نما میناروں کو اہرامِ مصر کہا جاتا ہے، یہ مینار دریائے نیل سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔

پانی ابل رہا تھا بحکمِ ربُّ العالمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی۔ اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے جس میں دو نبی تھے ﴿حضرت آدم وحضرت نوح علیہما السلام﴾ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا۔ پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا ۳۰ ہاتھ اونچا ہوگیا تھا دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینہ مبارکہ جودی پہاڑ پر ٹھہرا۔ سب لوگ پہاڑ سے اُترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا ''سُوْقُ الثَّمَانِین'' نام رکھا۔ یہ بستی جبلِ نہاوند کے قریب متصلِ موصل واقع ہے، اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد و منارہ باقی رہ گئی تھیں جنہیں کچھ نقصان نہ پہنچا۔ اُس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی، امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی (کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم) سے انہیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے ''بُنِیَ الْھَرْمَانُ...... اَلنَّسْرُ فِی سَرْطَانَ'' یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی۔ نسر دو ستارے ہیں: نسرِ واقع و نسرِ طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسرِ واقع مراد ہوتا ہے۔ ان کے دروازے پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اسکے پنجہ میں گنگچہ ہے جس سے تاریخِ تعمیر کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ کہ جب نسرِ واقع برجِ سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینے ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب برجِ جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجے سے زائد طے کرگیا۔ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی آفرینش (یعنی تخلیق) کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے۔ لاجرم (یعنی ضرور) **یہ قومِ جنّ کی تعمیر ہے** کہ پیدائشِ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی ہے۔

آدمِ ثانی کون؟

عرض : حضور! انہیں ۸۰ انسانوں کی اولاد ہوکر دنیا بڑھی؟

ارشاد : پسماندگانِ طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی صرف نوح علیہ السلام کی **نسل** تمام دُنیا میں ہے۔ قرآنِ عظیم فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾ (پ ۲۳، الصافات: ۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی۔

اسی لئے انہیں **آدمِ ثانی** کہتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان للحقی، سورۃ ھود تحت الآیۃ ۴۸)